Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
(ایڈیٹر) نسیم سیفی
فون: ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد نمبر ۷۴/۳۹ | اتوار ۳ شعبان ۱۴۰۹ھ ۱۲ امان ۱۳۶۸ ہش ۱۲ مارچ ۱۹۸۹ء | نمبر ۶۰

سلمان رشدی کی کتاب اسلام کے خلاف گہری سازش ہے

احمدیوں کو اس کے جواب میں کثرت سے مضامین لکھنے چاہئیں

احمدی نوجوان کثرت سے صحافت کے میدان میں آئیں

بیت الفضل لندن میں ۲۴ فروری ۱۹۸۹ء کو خطبہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ کا خلاصہ

لندن - مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۸۹ء کو سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے نماز جمعہ بیت الفضل لندن میں پڑھائی اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ حضور نے فرمایا۔

میں آج کے خطبہ میں سلمان رشدی کی شیطانی کتاب کے متعلق احباب جماعت کو صورت حال سے مطلع کرنا چاہتا ہوں اور اس سلسلے میں وہ لائحہ عمل بھی پیش کروں گا جو دینی تعلیم کی رُو سے مسلمانوں کو اس صورتحال سے نمٹنے کے لئے اختیار کرنا چاہیئے۔

حضور نے فرمایا یہ کتاب کوئی انفرادی خباثت نہیں بلکہ اس کے پیچھے اسلام کے خلاف سازش کارفرما نظر آتی ہے حضور نے فرمایا اس زمانے کا مستشرق ایک تہذیب کے ملمع کاری کے پردے میں اب اس رنگ میں اسلام پر حملے کرتا ہے کہ جس سے تہذیبی دائروں کو پامال کئے بغیر وہ اسلام پر چرکے لگاتا رہے اور معصومیت اور ناواق سے برت سے مسلمان مستشرقین کی اس خلافِ اسلام خباثت کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔ کئی سو سال تک مغربی دنیا میں مستشرقین زیادہ تر عیسائی پادری تھے اور ان کا طریق کار یہ تھا کہ اسلامی کتابوں سے کمزور ترین روایات پیش کر کے یہ تاثر دیتے تھے کہ ہم تو صرف محققین ہیں اور اپنی طرف سے ہم اسلام کے خلاف کوئی بات نہیں کہتے۔ اس لئے جو کچھ بھی انہوں نے لکھا۔ اس کی بنیادیں انہوں نے اسلامی لٹریچر میں سے تلاش کیں۔ اور مغربی دنیا کے سامنے یہ تاثر دیا کہ یہی اسلام کی صورت ہے جو اُبھر رہی ہے جو بددیانتی انہوں نے کی وہ یہ ہے کہ مستند کتب میں موجود اس سے قوی تر روایات کو نہیں لیا اور وہی چیز چُنی جو اسلام کے خلاف حملے کے طور پر استعمال ہو سکتی تھی۔ یہ ایک انتہائی بددیانت تصنیفی یا تحقیقی کوشش تھی جس کو انہوں نے ظاہری طور پر غیر جانبدار تحقیق کی ملمع کاری کے اندر پیش کیا۔

پھر وہ دور بدلا اور ان محققین نے اسلامی دنیا کی بڑھتی ہوئی طاقت کے پیشِ نظر اپنی پالیسی تبدیل کر لی اور چھپے ہوئے اور دبے ہوئے حملے کرنے شروع کئے اور زیادہ تر ان مسائل کو اچھالا جن کو اچھالنے میں اسلامی ریاستیں یہ سمجھتی تھیں کہ یہ ہماری تائید کی جارہی ہے۔ مثلاً قتلِ مرتد وغیرہ کے مسائل ہیں۔

اس دور میں انہوں نے حوصلے کی کمی۔ غیرت کا غلط تصور۔ قانون کو اپنے ہاتھ میں لینا اور ہر قسم کی مخالفانہ رائے کو شدت کے ساتھ کچلنے کی کوشش کرنا وغیرہ باتوں پر اس رنگ میں زور دیا کہ گویا اسلام یہ تعلیم دیتا ہے اور چونکہ اس زمانے کی بعض مسلمان ریاستوں کو اپنے ملک میں جبر و تشدد کے لئے اس قسم کی اسلامی سندات درکار تھیں اور یہی چاہتے تھے کہ اسلام کو اس رنگ میں پیش کیا جائے۔ اس لئے انہوں نے ان چیزوں کو اپنی تائید میں سمجھا۔

حضور نے فرمایا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اس دور میں ہم پر یہ عظیم الشان احسان کیا ہے کہ تمام ایسی غلط روایات کو تحقیقی طور پر ردّ فرمایا جن کے نتیجے میں اسلام کی تصویر ایک بھیانک مذہب کے طور پر دنیا میں اُبھر رہی تھی اور ایسی تعلیم کے طور پر پیش کیا جو پاک فطری تعلیم تھی اور دلوں کو قائل کر لینے کی اہلیت رکھتی تھی۔

حضور نے فرمایا سلمان رشدی کی کتاب میں جو کچھ لیا گیا ہے۔ وہ اُنھی روایات سے لیا گیا ہے۔ جن کو احمدیت نے ردّ کیا تھا مگر اس جرم میں احمدیوں کے خلاف شدید تحریکات چلائی گئیں۔ اور اس کے مقابل پر ان لغو اور بےہودہ روایات کو تسلیم کر لیا گیا جن پر بناء کر کے اس نے ناول لکھا ہے۔ اور اس میں نہایت غلیظ اور بازاری اور سوقیانہ زبان حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ کی ازواج اور دیگر بزرگوں کے متعلق استعمال کی گئی ہے۔

حضور نے فرمایا میری ہدایت پر جب بعض دوستوں نے اس کتاب کے خاص حصے نشان لگا کر پیش کئے تو باوجود اس کے کہ ان حصوں کا مطالعہ بھی ایک روحانی عذاب تھا۔ لیکن

(باقی صفحہ ۴ پر)

اخبارِ احمدیہ

ربوہ - ۱۰ مارچ - محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے آج یہاں بیت الاقصیٰ میں نماز جمعہ پڑھائی اور نماز سے قبل خطبہ میں حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ فرمودہ ۲۴ فروری ۱۹۸۹ء بمقام بیت الفضل لندن کا خلاصہ پڑھ کر سنایا۔

خطبہ ثانیہ میں مولانا موصوف نے مکرم خواجہ سرفراز احمد صاحب ایڈووکیٹ پر قاتلانہ حملہ کا ذکر کیا اور ان کے لئے دعا کی خصوصی درخواست کی۔ مولانا نے بتایا کہ محترم خواجہ صاحب کی طبیعت اب بہتر ہے اور وہ ہسپتال سے گھر آگئے ہیں

مکرم عبد الحفیظ کھوکھر صاحب مربی سلسلہ مقیم وینکوور کینیڈا کا بیٹا عزیزم وقاص احمد سڑک پار کرتے ہوئے ایک کار سے ٹکرا گیا جس کے نتیجہ میں اُسے سر پہ چوٹیں آئیں اور دائیں ران کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔ بچہ پہلے ہی میجر تھیلیما کا مریض ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزم کو جلد صحتیاب کرے اور والدین کی پریشانیاں کو دور فرمائے۔

مؤرخہ یکم مارچ ۱۹۸۹ء کو اللہ تعالیٰ نے میری بیٹی عزیزہ عابدہ تنویر کو پہلی بچی عطاء فرمائی ہے۔ جس کا نام "زیست ندیم" تجویز ہوا ہے۔ نومولودہ ندیم شمس صاحب کی بیٹی اور مکرم صدیق شمس صاحب آف کراچی کی پوتی ہے۔

احباب جماعت اور بزرگان سلسلہ سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچی کو صحت و سلامتی کے ساتھ لمبی عمر عطاء فرمائے اور نیک بنائے۔

(قریشی نورالحق تنویر استاذ جامعہ احمدیہ ربوہ)

اسیرانِ راہ مولیٰ
کے بارے میں
حضور کا اہم ارشاد

اسیرانِ راہ مولیٰ کے بارے میں فرمایا:

"آپ اپنے کام کو منظم کریں اور ساری دنیا میں انکی مظلومیت کا احساس بیدار کرنے کیلئے مستعد ہو جائیں۔"

پھر فرمایا:

"خاص طور پر ان دعاؤں پر زور دیں کہ اگلی صدی کا دن نہ چڑھے کہ یہ لوگ ابھی قید کی حالت میں ہوں اور اس سے پہلے یہ لوگ آزاد ہوں اور ہمارے ساتھ نئی صدی کے جشن میں ہر طرح سے شامل ہوں۔" (الفضل ۲۴ جنوری ۱۹۸۹ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: مسعود احمد پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ مقام اشاعت: دارالنصر غربی ربوہ
قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۲ر امان ۱۳۶۸ ہش ۱۲ر مارچ ۱۹۸۹ء

تربیت کا ایک پہلو

کون نہیں جانتا کہ جھوٹ نہیں بولنا چاہیئے۔ اور کون اس بات کی دوسروں کو تلقین نہیں کرتا کہ ہمیشہ سچ بولیں۔ یہ باتیں ہیں تو ہر شخص کے کہنے کی۔ لیکن ہر شخص کے کہنے کا وہ اثر نہیں ہوتا جو ان ابدی حقائق کے لوگوں کے سامنے پیش کئے جانے کا ہونا چاہیئے۔ بات دراصل یہ ہے کہ مقولہ تو یہ ٹھیک ہے کہ یہ نہ دیکھو کہ کون کہتا ہے بلکہ یہ دیکھو کہ کہا کیا گیا ہے۔ لیکن یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ مقولہ انسانی سوچ اور انسانی فطرت سے کچھ بہت زیادہ قریب نہیں ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا یا کم از کم سنا اور پڑھا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے بندے کس طرح دوسروں کی زندگیاں بدل کے رکھ دیتے ہیں۔ باتیں وہی ہوتی ہیں جو دوسرے بھی کہتے ہیں لیکن مقابلہ کیا جائے تو یوں لگتا ہے کہ جیسے دوسروں کی باتیں مردہ ہیں اور ان کی باتیں زندہ۔ اور زندگی بخش۔ اسی لئے تو کہتے ہیں کہ وہ مُردوں کو زندگی دیتے ہیں۔

یادِ رفتگان کا سلسلہ شروع کرنے سے ایک غرض یہ بھی ہے کہ بزرگوں کی خوبیاں اور بزرگوں کی باتیں دل میں اتر جاتی ہیں اور انسان کو بہتر راستے پر ڈالنے میں مدد دیتی ہیں۔ ہم چاہیں گے کہ ان کی باتوں کو غور سے سنا جائے اور ان پر عمل کیا جائے۔ حضرت سیّدہ طاہرہ صدیقہ ناصر صاحبہ نے اپنے والد بزرگوار کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ اس بات پر زور دیتے تھے کہ مغرب کے بعد گھر سے باہر نہ رہیں۔ ادھر مغرب کی نماز ختم ہوئی ادھر فوری طور پر گھر پہنچنا چاہیئے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ بات پلے باندھنے والی ہے ہم میں سے ہر شخص کو ۔ باپ ہو یا ماں۔ اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ اس کی اولاد۔ خاص طور پر بچے۔ مغرب کے بعد گھر سے باہر نہ ہوں۔ بات چھوٹی سی لگتی ہے۔ لیکن ہے بڑے نتائج والی۔ اس کے لئے انفرادی کوشش کی بھی ضرورت ہے اور جس طرح حضرت امام جماعت نے فرمایا ہے جماعتی کوشش کی بھی۔ اگر عادت یہ پڑ جائے کہ مغرب کے بعد بچوں نے سڑکوں پر گھومنا ہے یا اِدھر اُدھر بیٹھ کر وقت گزاری کرنی ہے تو یقین جانیئے ساری زندگی کے پروگرام اس غلط بنیاد سے متاثر ہوں گے۔ پس آیئے ہم بچوں کو اس بات کی تلقین کریں کہ مغرب کے بعد گھر سے باہر نہ رہیں۔

مرا یقینِ وفا ہے مری دعا کا اثر
یہ میرا عزمِ عمل ہے مری وفا کا ثمر
ہے جسکی پشت پناہی مسرتوں کا جواز
اسی کے در پہ جھکا جا رہا ہے میرا سر

—— ابوالاقبال

لکھیں تو حرف آنچ دیں اوراق جل اُٹھیں
وہ تلخیاں بسی ہیں ہمارے مزاج میں

لاوا اُبل پڑا تو جلے گا تمام شہر
چنگاریاں دبی ہیں ہمارے مزاج میں

کچھ آمرانِ وقت کے طفلانہ فیصلے
وجہِ فسردگی ہیں ہمارے مزاج میں

ہم فطرتاً تو ریشمی پھولوں سے نرم ہیں
طوفان عارضی ہیں ہمارے مزاج میں

دل کو عجب سکون ملا ابر دیکھ کر
کچھ باتیں مِل رہی ہیں ہمارے مزاج میں

دیں سے مذاق دیں کی اشاعت کے نام پر
یوں وجہِ برہمی ہیں ہمارے مزاج میں

—— امۃ الباری ناصر ——

الفضل کے زیرِ اہتمام ہیلتھ سیمینار کا انعقاد

ادارہ الفضل کے زیرِ اہتمام ایک ہیلتھ سیمینار منعقد کرنے کا پروگرام زیر ترتیب ہے چند روز میں تاریخ۔ وقت اور مقام کا اعلان کیا جاسکے گا۔ احباب سے گزارش ہے کہ اپنے اور اپنے بیوی بچوں کی صحت کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لیئے اس سیمینار میں ضرور شرکت فرمائیں۔

(ایڈیٹر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

مذہب کی تضحیک

مذہب کی تضحیک اور تذلیل اور خاص طور پر پیشوایان مذہب کو ناپسندیدہ الفاظ سے یاد کرنا تو کبھی بھی برداشت نہیں کیا گیا۔ لیکن یہ بات کہ اس مذموم فعل کا جواب کسطرح دیا جائے۔ اگر حکومت نے سزا دینی ہو تو کس حد تک سزا دی جائے یہ بات مختلف اوقات میں مختلف صورتیں اختیار کرتی رہی ہے۔ انگلستان نے سترہویں صدی کے اختتام کے قریب ایسے لوگوں کو جو حکومتی مذہب کی تحقیر کریں موت کی سزا دینے کا خاتمہ کر دیا۔ لیکن اسمیں کوئی شک نہیں کہ انہوں نے کبھی اس بات کو مکمل طور پر معاف نہیں کیا۔ ۱۶۱۲ء میں ایک شخص کو اسکے کافرانہ خیالات کی وجہ سے جلایا گیا تھا اور اسی وقت سے یہ کہ آج تک یہ آخری شخص ہے جسے یہ سزا دی گئی۔

آلیور کرامویل کے زمانے میں (۱۶۴۸ء سے ۱۶۶۰ء تک) ایک قانون لاگو کیا گیا۔ جسکے نتیجے میں ہر وہ شخص (عیسائیوں میں سے) جو تثلیث کا انکار کرے یا بعض اور عیسائی عقائد سے منحرف ہو جائے۔ موت کی سزا دی جاتی تھی۔ اسی صدی میں اس قانون کے لاگو کرنے کا اختیار مذہبی یکطرفہ فیصلہ کرنے والے رہنماؤں کے ہاتھوں سے نکل کر عام عدالتوں کے دائرہ اختیار میں آ گیا۔ ۱۶۷۶ء میں کسی بھی مذہب کے خلاف کئے گئے جرم کی سزا موت سے بدل کر ہلکی سی سزاؤں میں تبدیل کی گئی۔ عدالتیں بہرحال مذہب کے خلاف جرائم کو اس پیرائے میں دیکھتی ہیں کہ اس سے معاشرہ تہہ و بالا ہوتا ہے اور اس بنا پر ایسے جرائم کی سخت سزائیں دی جانی چاہئیں۔ ان ایام میں بھی جبکہ کیتھولک مذہب یا غیر عیسائیوں کے خلاف برداشت کا مادہ پیدا ہو گیا تھا کافرانہ خیالات کو فوجداری جرم ہی سمجھا جاتا تھا۔ اب یہ سوال اٹھا کہ کس حد تک عیسائیت کے خلاف بات کی جائے تو اسے وجہ کفر گردانا جائے۔

اٹھارویں صدی کے آغاز میں کسی شخص کو اس لئے بھی قید کی سزا دی جاسکتی تھی کہ اسنے بائبل کی تضحیک کی ہے۔ ۱۸۱۳ء میں حالات اتنے بدل چکے تھے کہ تثلیث کا انکار عیسائیت سے روگردانی نہیں سمجھا جاتا تھا۔ لیکن تھا یہ فوجداری جرم ہی۔ لیکن مذہب کا انکار فوجداری جرم کے تحت آتا تھا۔ انیسویں صدی کے جج صاحبان نے آہستہ آہستہ اس اصول کو قائم کرنا شروع کیا کہ عیسائیت کے متعلق ہر قسم کے خیالات برداشت کئے جاسکتے ہیں۔ سوائے اس کے کہ انکو غیر مہذبانہ طریق پر اور جارحانہ انداز میں پیش کیا جائے۔ ۱۹۲۰ء سے لیکر اب تک صرف ایک ایسا مقدمہ عدالت میں پیش ہوا ہے۔ جسے مذہب سے انکار یا مذہب کی تضحیک کے برابر سمجھا جاسکے یہ مقدمہ ایک اخبار جس کا نام "گے نیوز" ہے پر ۱۹۷۸ء میں دائر کیا گیا تھا۔ اخبار اور اسکے مدیر کو عدالت میں پیش کئے گئے۔ جرم کی وجہ سے جرمانے کی سزا دی گئی تھی۔ جرم یہ تھا کہ حضرت مسیح ناصری کے خلاف ایک خیالی غیر مہذب نظم شائع کی گئی تھی۔ اس مقدمے کے ججوں میں سے ایک نے یہ تجویز پیش کی کہ اگر عیسائیت کے ساتھ دوسرے مذاہب بھی شامل کر دئے جائیں تو ایسے مقدمات میں کوئی عنصر عجیب کا نہیں پایا جائے گا یعنی اگر مذہب کی تضحیک پر سزا دینے کیلئے قانون بنانا مقصود ہو تو مذہب سے مراد تمام مذاہب ہونے چاہئیں۔ نہ یہ کہ صرف عیسائیت۔ عیسائیت کی تضحیک کی جائے تو سزا کے مستوجب اور اگر کسی اور مذہب کی تضحیک کی جائے تو اسے برداشت کر لیا جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ سب سے پہلے گذشتہ صدی میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے یہ بات پیش فرمائی تھی کہ تمام مذاہب اور بانیان مذاہب کو ایسے حملوں سے محفوظ رکھنے کیلئے قانون بنانے کی ضرورت ہے۔ اور اس صدی کے پہلے نصف میں قدرت ثانیہ کے دوسرے مظہر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد نے دو قسم کے جلسے منعقد کرنے کا ارشاد فرمایا۔ ایک ایسے جلسے جہاں مختلف مذاہب کے دانشور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں۔ اور حضور اقدس کی خدمت میں داد تحسین کا خراج پیش کریں۔ اور دوسرے ایسے جلسے جہاں مختلف مذاہب کے پیروکار اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرکے دوسرے مذاہب کے پیروکاروں کو اپنے مذہب سے واقفیت بہم پہنچائیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ایسے جلسے سب لوگ ساری دنیا میں منعقد کریں تو ایک دوسرے کو سمجھنے میں زیادہ آسانی رہے۔ اور ایکدوسرے کا احترام دلوں میں نقش کالحجر بن جائے اور مختلف مذاہب کے پیروکار آپس میں نہایت محبت اور پیار کے ساتھ زندگی گذار سکیں۔ باوجود اسکے کہ ان کے مذاہب کے اختلافات جاری رہیں جس سے کسی رنگ میں بھی احتراز نہیں کیا جاسکتا۔

کوریا کے ایک شاعر

آزادی زندہ رہنے والی چیز ہے کبھی مر نہیں سکتی۔ اور اگر کبھی اسے ادھ موا کر بھی دیا جائے تو یہ پھر بیدار ہو جاتی ہے اور تمام توانائیوں کے ساتھ معاشرے میں در آتی ہے۔ کوریا کے ایک شاعر جنہوں نے ۲۹ سال کی عمر میں شاعری کی دنیا میں قدم رکھا یعنی اپنی نظمیں چھپوانی شروع کیں۔ کہتے تو وہ بہت پہلے سے ہونگے لیکن عمر کے اس حصے میں انہوں نے اپنے آپ کو اپنی قوم کے سامنے پیش کیا۔ دس سال تک نظمیں کہنے کے بعد وہ جگر کے سرطان میں مبتلا ہو کر اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ اب انہیں اس دنیا سے گذرے ہوئے بیس سال ہو گئے ہیں۔ انکی زندگی میں بھی انکی نظمیں ضبط ہوتی رہیں اور انکی وفات کے بعد بھی۔ ۲۰ سال تک انکی یاد تازہ نہ کی جاسکی۔ اب اس سال کے آغاز میں انکی بیگم نے خود بھی ایک نظم کہی اور انکی نظموں کے دو مجموعے بھی شائع کئے۔ اس شاعر کا نام شن ڈونگ یو (SHIN DONG-YUP) ہے۔ اس عرصہ میں ان پر اکا دکا مضمون تو لکھے جاتے رہے لیکن بھرپور انداز سے انکو پیش نہ کیا جاسکا۔ انکی بیگم جن کا نام INDIUNG SUN ہے انہوں نے اب ان کی نظموں کے دو مجموعے شائع کئے ہیں۔ ۱۹۷۰ سے لیکر ۱۹۸۰ء اور اسکے بعد تک کی نظمیں ضبط کی جاتی رہی ہیں۔ دراصل دنیا میں جہاں کہیں بھی فوجی حکومت یا ڈکٹیٹر شپ ہو ادب کے ساتھ یہی سلوک کیا جاتا ہے۔ آزادی کے ساتھ ادب کو اپنی زبان کھولنے نہیں دی جاتی۔ وہی کچھ کہا اور لکھا جائے جو فوجی حکومت یا ڈکٹیٹر پسند کرتے ہیں۔ لیکن اسکے باوجود بعض آزادی پسند پانی کے بہاؤ کے دوسری طرف چلتے رہنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ چاہے ان کا پیدا کردہ ادب لوگوں کے سامنے آئے یا نہ آئے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ان کا ادب زندہ ادب ہے اور اسے موت کے گھاٹ نہیں اتارا جاسکتا۔

"شن" کو جب اپنے ملک کے تقسیم ہو جانے کا احساس ہوا تو انکے دل میں اس بات کیلئے درد پیدا ہوا کہ سارے ملک کو متحد رہنا چاہئے۔ انہوں نے معاشرے کی گھٹن پر بھی بہت غم و غصے کا اظہار کیا۔ کہتے ہیں ـــــ اور یہ وہاں کے ایک ادبی نقاد کا کہنا ہے ـــــ جن کا نام کم جانگ جِن ہے کہ شن کی نظر بہت دور رس تھی۔ آئندہ پیدا ہونے والے حالات کو وہ بھانپ لیتے تھے۔ انہوں نے فضا میں گھٹن اور سلب آزادی کے خلاف لکھا اور وہ جانتے تھے کہ آخرکار آزادی مل کر رہے گی اور انکی باتوں کی قدر صحیح طور پر پہچانی جائے گی۔

انہوں نے یوں معلوم ہوتا ہے کہ بالکل اسی طرح کی نظمیں لکھیں جیسے ہندو پاک کی آزادی سے پہلے جوش ملیح آبادی لکھا کرتے تھے۔ اس وقت کی حکومت کے خلاف لوگوں کو ابھارنے والی نظمیں۔

وہ ایک کسان گھرانے میں پیدا ہوئے تھے اور بُویو جو کہ مغربی جنوبی کوریا کا ایک پرانا شہر ہے وہاں پلے بڑھے۔ بہت سا وقت انہوں نے مفلس علاقوں میں گذارا۔ ۱۹۵۹ میں وہ سیول میں آئے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک ایسا خواب دیکھ رہے تھے۔ جہاں ہر طرف نیکی ہی نیکی اور اچھائی ہی اچھائی ایکدوسرے سے محبت ہی محبت ہوگی۔

انہوں نے یونیورسٹی میں مشرقی اور مغربی فلاسفروں کے خیالات کا مطالعہ کیا۔ اور ہر وہ بات جو آزادی سے اتفاق کرتی ہوئی نظر آئی اسکو اپنایا۔ ۱۹۵۹ء ہی میں انہوں نے اپنی شاعری کو اپنے ملک کے باسیوں کے سامنے پیش کیا۔ لیکن اس وقت کے معاشرے میں انکی کوئی زیادہ پذیرائی نہ ہوسکی۔ انکی پہلی نظم جس نے لوگوں کو چونکا دیا۔ اس کا عنوان تھا "لوٹنے والے کسان کی زمین" اس میں قارئین نے یہ محسوس کیا کہ دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی باتیں کہی گئی ہیں۔ اگرچہ اس نظم کے بھی بعض اشعار اشاعت پذیر نہ ہوسکے۔ جب انہوں نے تاریخ میں "ٹانگا" کی مزاحمت جو کسانوں کی طرف سے کی گئی تھی کا حال پڑھا اور جب انہوں نے دیکھا کہ کوریا کے کسان کس طرح احتجاجی طور پر اٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور بغاوت پہ آمادہ ہیں تو انہوں نے ایسی نظمیں کہنی شروع کیں جو عوام الناس کو اس جذبے سے سرشار کرنے والی تھیں۔ ان کی نظموں میں زیادہ تر اس بات کا ذکر ہوتا تھا کہ انسانوں نے جو اپنے اپنے جداگانہ طبقے بنا رکھے ہیں ان میں تضاد ہے اور یہ تضاد ہر طرح ختم ہونا چاہئے۔ گویا کہ وہ انسانیت کے نام پر تمام انسانوں کو ایک جیسا سمجھنے کا پرچار کرتے تھے۔

جس نظم نے انہیں قومی شاعر بنا دیا وہ ۱۹۶۷ء میں KUMGANG کے نام سے شائع ہوئی تھی۔

جنوبی کوریا کے ایک بہت بڑے شاعر "کوئنگ" KOE EUNG "شن" کے متعلق اس خیال کا اظہار کرتے ہیں کہ گذشتہ اور موجودہ شعراء میں سے بہت کم ایسے ہیں جنکی تازگی روز بروز اس طرح بڑھ رہی ہے جیسے "شن" کی۔

مجالس موصیان

مجلس موصیان کا فرض ہے کہ وہ مقامی جماعت میں وصایا کی تحریک کرتی رہے اور غیر موصی احباب کو وصیت کے نظام میں شامل کرنے کی کوشش کرتی رہے۔ اور رسالہ الوصیت اور حضرت امام جماعت احمدیہ کے ارشادات کی طرف احباب کو توجہ دلاتی رہے۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز)

موصیان کرام

موصی کی جائیداد سے مراد ہر وہ جائیداد ہے جو اس نے اپنی آمد سے بنائی ہے۔ یا ترکہ سے ملی ہو خواہ وہ اپنے نام نہ ہو۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ

ان کے مطالعہ سے مجھے یہ بات سمجھ آئی کہ یہ کتاب ایک شخص کی انفرادی کوششوں کا نتیجہ نہیں۔ کیونکہ سلمان رشدی جیسا شخص جس کا مذہب سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں، اس کا اس باریکی کے ساتھ سارے وہ نکات تلاش کر لینا جو عیسائی دشمنان اسلام خصوصیت کے ساتھ اسلام پر حملے کے لئے استعمال کیا کرتے تھے۔ کوئی انفرادی واقعہ نہیں۔ چنانچہ یہ کتاب یقیناً سلمان رشدی کی نہیں۔ جس نے اپنے ایمان کا تو نہیں، کیونکہ ایمان اسکے پاس نہیں تھا، اپنی روح کا سودا ضرور کیا ہے اور کسی ایسی سوسائٹی نے اس کو روپیہ دیکر اس بات پر آمادہ کیا ہے اس کے بعض قریبی دوستوں نے اس کو مشورہ بھی دیا کہ تم اس میں ملوث نہ ہو چنانچہ بعض ٹیلی ویژن پر ڈراموں میں ان کا ذکر بھی آیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ روپیہ اتنا زیادہ تھا کہ وہ رد نہیں کر سکا اور چونکہ خود ایک بے دین اور لا مذہب انسان تھا اس لئے بالکل بے باک ہو گیا اور معلوم ہوتا ہے کہ یہی اس کو کہا گیا تھا کہ ایسی کتاب لکھو جو انتہائی بے باکی کے ساتھ مغربی دنیا پر سے اسلام کا ہر قسم کا اچھا تاثر مٹا دے اور یہ جو دوبارہ اسلام کا عروج ہو رہا ہے اس کو اس قسم کے لٹریچر سے کلیۃً زائل کر دیا جائے۔ اسلام کا وہ بھیانک تصور جو گزشتہ صدیوں میں پایا جاتا تھا پوری قوت کے ساتھ دوبارہ واپس آجائے۔ یہ اس سازش کا پس منظر معلوم ہوتا ہے۔

اب یہ شخص سلمان رشدی دہریہ بھی ہو لیکن پیدائشی طور پر اس کو اسلام کا دشمن تو نہیں سمجھا جا سکتا۔ اور اتنا گہرا مطالعہ اس کا کہ اسلام اور عیسائیت کے درمیان وہ بنیادی چیزیں کون سی ہیں جن پر اسلام اور عیسائیت کی فتح و شکست کا انحصار ہے اس کی ایسے شخص سے توقع نہیں رکھی جا سکتی اور پھر یہ خود بھی تسلیم کرتا ہے کہ اس کا کوئی ایسا مطالعہ نہیں۔ تو یقیناً ایسے عیسائی گروہوں کی طرف سے اس کتاب کا مواد اس کو مہیا کیا گیا جو اسلام کی جڑوں پر اس دور تک حملہ کرنا چاہتے ہیں کہ جو تاریخ میں بہت دور تک گہری دبی ہوئی ہیں اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے زمانے تک وہ اتر جاتی ہیں۔ چنانچہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے متعلق وہ گستاخی کر کے بات شروع کرتا ہے۔ پھر نہایت ہی غلیظ نا قابل برداشت لفظ ان کے لئے استعمال کرتا ہے۔ اگر لا مذہب آدمی ہو تو دوسرے انبیاء پر بھی حملے کرتا لیکن اس کے حملے خاص طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد اور بزرگوں پر ہیں جن کی اسلام میں خاص اہمیت ہے۔

لیکن آگے جاکر جب صحابہ کے دور میں اس کے حملوں کا میں نے جائزہ لیا تو یہ ایک عجیب بات سامنے آئی کہ وہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو خاص طور پر اپنی خباثت کا نشانہ بناتا ہے۔ تو اس وقت یہ دوسرا نکتہ سمجھ آیا کہ چونکہ ایران کے ساتھ آجکل ان قوموں کی انتہائی دشمنی چل رہی ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ اس نے مغرب کی بالا دستی کو قبول نہیں کیا۔ اس لئے یہ چیز ان کی انا پر ایسے عذاب کا موجب بنی ہوئی ہے کہ ہر دوسری چیز کو معاف کر سکتے ہیں لیکن خمینی اور ایرانی کو معاف نہیں کر سکتے۔

چونکہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ وہ اکیلے صحابی تھے جو ایرانی تھے۔ اس لئے یہ سکیم بنانے والے کے ذہن میں یہ بات تھی کہ یہ حملہ ایران کو تکلیف پہنچائے گا اور اس کو خاص طور پر چوٹ لگے گی اور ایسا ہی ہوا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ پر بھی حملہ ہے لیکن وہ جانتے تھے کہ یہ حملہ شاید شیعوں کو تکلیف نہ پہنچا سکے۔ اس لئے دوسرا آدمی سلمان فارسی رضؓ چنا گیا ہے۔ سلمان فارسیؓ کا انتخاب بتاتا ہے کہ یہ کتاب ایک گہری سوچی سمجھی سازش کا نتیجہ ہے۔ اور اس ارادے کے ساتھ یہ گستاخی کی گئی ہے کہ کثرت کے ساتھ اہل اسلام کے دل دکھیں اور وہ کچھ نہ کر سکیں۔

حضور نے فرمایا مغربی ملکوں نے گذشتہ پندرہ بیس برسوں سے ایک دوغلی پالیسی اختیار کی ہوئی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ یہ ان مسلمان ملکوں کے دوست ہیں جو جبر اور استبداد کی تعلیم کے قائل ہیں۔ یہ اس لئے ہے تاکہ اپنے ملکوں میں وہ اسلامی نظریے کا سہارا لے کر اشتراکیت کو کچلیں۔ اور مغرب دشمن طاقتوں کو بھی اسی تلوار سے ختم کریں۔ یہ ان کا منصوبہ ہے اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ جب وہ اپنے ممالک میں اسلام کے نام پر مظالم کریں تو مغربی دنیا میں ان مظالم کو اچھالا جائے اور اسلام کی ایک بھیانک تصویر پیش کی جائے پس یہ چاہتے تھے کہ اسلام کا جبر اور تشدد عالم اسلام کے خلاف تو استعمال ہو لیکن غیر اسلامی دنیا کی طرف اس کا رجحان نہ ہو۔ خمینی نے اس رجحان کو پلٹنے کی کوشش کی لیکن بدقسمتی کے ساتھ وہ کوشش جس رنگ میں ہونی چاہئے تھی اس رنگ میں نہیں کی بلکہ اس رنگ میں کی کہ اسلام کے لئے مزید بدنامی کا موجب بنا۔

حضور نے فرمایا خمینی کے ساتھ ہمارا کوئی نظریاتی تعلق نہیں بلکہ وہ اصول جو ہر قسم کے شیعہ فرقوں کے اندر مشترک ہیں اور شریعت کی جان ہیں۔ ان میں ہم ان سے مختلف ہیں اور اہل سنت کے ساتھ ہمارا اتفاق ہے۔ اس کے باوجود تقویٰ اور سچائی کا تقاضا یہ ہے کہ جہاں کوئی بات درست دیکھی جائے اس کو تسلیم کیا جائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا خمینی نے جو کچھ بھی کیا ہے میرا تاثر یہی ہے کہ وہ شخص انتہائی غلطی خوردہ ہے۔ لیکن ان کے اندر کردار کا دوغلہ پن نہیں خمینی کے ہاں اسلام کا بگڑا ہوا اور بڑا بھیانک تصور ہے۔ لیکن جس بھیانک اسلام کو انہوں نے پیش کیا اس پر عمل کر کے بھی دکھایا۔ اہل مغرب کو اصل تکلیف خمینی کے خلاف یہ نہیں کہ اس نے اہل مغرب کو عملاً نقصان پہنچایا ہے بلکہ یہ ہے کہ اسلام کے خلاف ہمیشہ سے جو یہ پھوڑے دل میں پکتے رہے ہیں کہ اسلام کو نیچا دکھایا جائے اور تیسری دنیا کے ممالک کو پوری طرح اپنے استبداد کے نیچے رکھا جائے اس بات کو خمینی نے اٹھایا ہے۔ اور یہی ان کی تکلیف کا اصل راز ہے ورنہ جہاں تک خمینی کے بھیانک اسلامی تصور کا تعلق ہے اس کا تمام تر نقصان اسلام کو پہنچا ہے۔ میں پریس کانفرنس میں یہ بات کھول کر بیان کر رہا ہوں کہ بڑے ہی آپ ناشکرے ہیں جو اس بے چارے کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ اس نے تو وہ جنگ لڑی جس کے نتیجے میں مسلمان ملکوں کی تیل کی دولت مغربی دنیا کو بوسیدہ۔ گھٹیا اور بے ہودہ اور ذلیل ہتھیاروں کے بدلے عملاً مفت ملتی رہی اور خمینی ان کا اتنا بڑا محسن ثابت ہوا کہ اس نے جنگ میں مغرب سے ہتھیار خریدنے پر چار سو بلین ڈالر کی رقم خرچ کی اور ان ہتھیاروں سے سوائے مسلمانوں کے کوئی نہیں مارا گیا۔ اب یہ دشمن کس بات کے ہیں مارے گئے ہیں تو مسلمان۔ اختلافات ہوئے تو اسلامی دنیا میں جو کچھ مظالم ہوئے مسلمان نے مسلمان پر توڑے اور ابھی آپ کا انتقام ختم نہیں ہو رہا۔ خمینی نے جو کچھ بھی کیا ہے اُس سے مجھے اختلاف ہے کیونکہ اس نے اپنی جان۔ اپنی قوم اور عالم اسلام پر ظلم کیا ہے۔ لیکن یہ بات ضرور کہنی پڑتی ہے کہ اس نے جس کو باطل سمجھا اس کے سامنے سر نہیں جھکایا اور یہ وہ تکلیف ہے جو اس شدت کے ساتھ تو شاید صدیوں میں اہل مغرب کو کبھی محسوس نہ ہوئی تھی جیسی اب محسوس ہوتی ہے۔ اس لئے ان کو معاف کرنے کے لئے یہ تیار نہیں چنانچہ جب خمینی نے اس خبیثانہ کتاب کے اوپر سلمان رشدی کے قتل کا حکم جاری کیا تو ان کا رد عمل غیر متوازن اور نہایت ہی شدید تھا ایک تو اسلام کو بدنام کرنے کا موقع ان کو مل گیا اور دوسرا انہوں نے یہ شور مچانا شروع کر دیا کہ انسان کو آزادی ضمیر کا حق تہذیب نو کی اتنی بڑی عظمت ہے کہ ہم اس پر حملہ برداشت نہیں کر سکتے اتنا شدید رد عمل کہ اچانک سارا یورپ متحد ہو جائے اور امریکہ کی طاقت بھی اس کی پشت پناہی کرنے لگے۔ کونسی اس میں معقولیت ہے؟ جبکہ خود ان کے ملک میں احمدیوں کے خلاف قتل کے اعلانات کئے گئے میرے سر کی چالیس ہزار پونڈ قیمت ڈالی گئی اور ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی جس قوم کے یہ رد عمل ہوں ان اعلانات پر جو کسی فرد کے خلاف نہیں بلکہ ایسی جماعت کے خلاف دیئے جا رہے ہیں جس نے کسی کا دل نہیں دکھایا، کوئی قانون نہیں توڑا۔ ان کے رد عمل خمینی کے خلاف اتنے شدید کہ اس نے قتل کا فتویٰ دے دیا ہے، یہ بتا رہا ہے کہ یہ سیاست کھیلی جا رہی ہے اس میں اخلاقیات اور ضمیر کی آزادی والا حصہ محض ایک دکھاوا ہے یہ اسلام کے خلاف نفرت کے جذبے ہیں جو نئی شکل میں سر اٹھاتے رہتے ہیں اور اب اس شکل میں پرانی دیرینہ نفرت نے سر اٹھایا ہے۔

حضور نے فرمایا اسلام آزادی ضمیر اور آزاد تقریر کا حق ساری دنیا کو دیتا ہے لیکن بعض جگہ شرافت کی حدود شروع ہو جاتی ہیں۔ ان حدود میں آزادی کے نام پر داخل ہونے کی اسلام اجازت نہیں دیتا اس تعلیم کو اگر مسلمان ممالک نے اپنایا ہوتا تو کبھی یہاں تک نوبت نہ پہنچ سکتی اور اگر پہنچتی بھی تو دنیا کے منہ پر وہ یہ باتیں مار سکتے تھے کہ ہم تو تمہارے مقدس بزرگوں کی عزت کی حفاظت کرتے ہیں خواہ ہم انہیں سچا سمجھتے ہیں یا جھوٹا۔

حضور نے فرمایا مغرب نے اپنے دفاع کا جو طریق اختیار کیا ہے کہ ہم آزادی ضمیر اور آزادی تقریر پر کسی قیمت پر حملہ نہیں ہونے دیں گے۔ آپ تجزیہ کر کے دیکھیں کہ اسلام کی تعلیم تو یہ ہے کہ اے مسلمانو! تم دوسرے کے لیڈروں کو خواہ وہ سو فیصد جھوٹے بھی ہوں برا بھلا نہ کہو ہم تمہیں اس میں آزادی نہیں دیتے لیکن اس کے مقابل پر اہل مغرب کہتے ہیں کہ ہمارے ہاں انسانی ضمیر کی آزادی کا تصور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ ہے کہ دوسروں کے بزرگوں کو خواہ وہ کروڑہا کروڑ انسانوں کے نزدیک صاحب عظمت ہوں بُرا بھلا کہو۔ کیا دوسری طرف ضمیر کوئی نہیں؟ کیا زبان کو آزادی اور کانوں کی کوئی آزادی نہیں؟ یہ عدم توازن ہے جسے کھول کر مسلمانوں کو ان کے سامنے پیش کرنا چاہیئے۔ ایک ان کے عمل کا دوغلہ پن یہ بھی ہے کہ ان کے ہاں یہ قانون چلا آرہا ہے کہ عیسائیت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف کوئی ایسی زبان برداشت نہیں کی جائے گی جو تضحیک و تذلیل کا رنگ رکھتی ہو اور جب ان سے کہا جائے کہ دوسرے مذہب کے بزرگوں کی عزت کرو تو کہتے ہیں کہ یہ آزادی ضمیر و تقریر کے مخالف بات ہے۔ مجھ سے یہاں معززین کی ایک مجلس میں سوال ہوا اور پھر ہالینڈ میں کئی پریس انٹرویوز ہوئے ان کے سامنے میں نے یہ مسئلہ رکھا کہ آزادی تقریر اپنی جگہ درست ہے لیکن یورپ کے سیاستدان کا عمل بتا رہا ہے کہ۔

جب آزادی تقریر بعض سرحدوں سے گزرنے کی کوشش کرتی ہے تو آپ اس پر قدغن لگاتے ہیں چنانچہ میں نے کہا کہ انگلستان کی پارلیمنٹ میں اگر مسز تھیچر اور پارلیمنٹ ممبروں کے خلاف خبیثانہ زبان استعمال کی جائے جیسے اس کتاب کے مصنف نے دنیا کے مقدس ترین بزرگوں کے متعلق استعمال کی ہے تو کیا آزادی تقریر کے نام پر آپ یہ زبان برداشت کریں گے؟ ایسے شخص کو تو مجبور کیا جائے گا کہ وہ اپنے گندے الفاظ خود کھا جائے۔ ورنہ اسکو اٹھا کر ایوان سے باہر پھینک دیا جائے گا۔ پس یہ جھوٹ ہے کہ آزادی ضمیر اور آزادی تقریر کی حفاظت کی جائے یہ لوگ خوش ہیں کہ ہمیں عالم اسلام سے بدلہ لینے اور ان کو دکھ پہنچانے کا خوب موقعہ ملا ہے

حضور نے فرمایا ان میں سے بہت سے لوگ ہیں جو اس صورتِ حال کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔ مسلمانوں کو یہ چاہیئے تھا کہ ان لوگوں کو سمجھانے کے لئے کثرت کے ساتھ مضامین لکھ کر صورتِ حال کو واضح کرتے اس وقت مغربی قوموں میں دو کمزوریاں گہرے طور پر جڑ پکڑ چکی ہیں۔ ایک بے حیائی اور دوسری مذہب سے دوری کہ جنسیات نے ان کے دماغ پر اتنا قبضہ کر لیا ہے کہ یہ سمجھتے ہیں کہ ناول میں جنسی چٹکلے چھوڑنے کے بغیر ناول مزیدار ہو ہی نہیں سکتا جہاں تقدس کا تصور مٹ چکا ہو اور جنسیات غالب ہو چکی ہوں وہاں ایسا ناول ایک ناول سے زیادہ کچھ حیثیت نہیں رکھتا۔ ان کو بتانا چاہیئے کہ مسلمانوں کی طرز فکر تم سے مختلف ہے۔ ہمیں سمجھنا ہو تو اپنی عیسائیت کی پچھلی صدیوں میں جا کر دیکھو اور ان پر یہ بات خوب کھول دینی چاہیئے کہ قوموں کے ساتھ مل جل کر رہنے کے لئے بعض تہذیبی تقاضے تمہیں پورے کرنے ہوں گے۔ دنیا میں امن کے لئے تمہیں عقل اور سلیقہ استعمال کرنا چاہیئے اور ایسی طرز اختیار کرنی چاہیئے کہ بے وجہ کسی قوم کا دل نہ دکھے۔ سمجھانے کا یہ عنصر اس تمام تحریک میں غائب رہا ہے۔

حضور نے فرمایا۔ ہالینڈ میں جب مجھ سے انٹرویو لیے گئے تو میں نے اُن سے کہا کہ تم لوگ زبان کی آزادی کے علم بردار ہو تو کیا تمہاری آزاد زبان ایک بے ہودہ بات کو رد کرنے کے لئے استعمال نہیں ہو سکتی تھی؟ تم نے اسے رد نہیں کیا کیوں تم نے اپنے عوام کے سامنے یہ بات نہیں اٹھائی کہ مسلمانوں کے دل اس معاملہ میں بڑے حساس ہیں اور یہ شرافت کی اقدار کے خلاف بات ہے تمہارے مسلمانوں سے عالمی تعلقات ہیں ان کو نقصان نہ پہنچاؤ اگر شرافت کی خاطر نہیں تو اپنے مفاد کی خاطر اور عقلی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے تم اپنے طرزِ عمل کو تبدیل کرو۔ الغرض جس طرف سے بھی دیکھیں غلط ردّعمل ہے۔ صورت حال کو انتہائی بھیانک بنا دیا گیا ہے۔ اس غلط ردّعمل نے اسلام کو اتنا نقصان پہنچایا ہے کہ یہ کتاب اپنی ذات میں کبھی بھی اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتی کیونکہ یہ کتاب اپنی ذات میں پروپیگنڈہ ہونے کے باوجود بھی مقبول نہیں ہو رہی تھی۔ اور کئی دیگر ممالک اس کو ردّ کر چکے تھے لیکن اب اتنی دلچسپی پیدا ہو گئی ہے کہ کروڑہا انسان اس کتاب کو لینے کیلئے ترس رہے ہیں۔ اور ایک نہایت غلیظ کتاب یہاں تک شہرت پا گئی ہے کہ امریکہ میں ریڈیو اور ٹیلیویژن پر اب اس کے گندے اقتباسات جو دراصل مسلمانوں کی دل آزاری کا موجب تھے پڑھ کر سنائے جا رہے ہیں اور بدقسمتی سے مسلمانوں میں کوئی سلجھی ہوئی لیڈرشپ نہیں اور جو مولوی ہے اس کو اتنی عقل ہی نہیں کہ اسلام کے حق میں کس قسم کی تحریکات چلانی چاہیئں وہ صرف اس تحریک میں حصہ لینا ہے جس کے نتیجے میں بے چینی پھیلے، قتل و غارت ہو، گالیاں دی جائیں اس کے سوا اس کو کوئی اہلیت نہیں۔ اگر کسی تحریک کے نتیجے میں مقام چھوڑ کر قعرِ مذلت میں بھی جانا پڑتا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو بحال کیا جاتا اور آپ کی حفاظت کی جاتی تو میں اس کے حق میں تھا، ہوں اور ہمیشہ رہوں گا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی حفاظت کی بجائے۔ آپ کو دنیا میں اور زیادہ وسیع طریق پر گندی صورت میں پیش کرنے کیلئے ایک ذریعہ آپ بن جائیں اور قومی خودکشی بھی کریں تو یہ کس اسلام کے نتیجہ میں ہوا؟

حالت یہ ہے کہ چونکہ ایران نے جوابی کارروائی کی ہے اس لیے سرزمین عرب سے کوئی جوابی کارروائی کا اعلان نہیں ہو رہا بلکہ خمینی کی دشمنی میں مصر سے یہ فتوٰی آگیا ہے کہ اس غلیظ کتاب کے مصنف کے اوپر بھی اسلامی تعلیم کی رُو سے موت کا فتوٰی جاری نہیں کیا جا سکتا اور مولوی طفیل محمد کو دیکھئے کہ ادھر رشدی نے اعلان کیا کہ مجھے معاف کر دیا جائے اور ادھر انہوں نے کہہ دیا کہ ہم تمہیں معاف کرتے ہیں یعنی ایک احمدی اگر اللہ تعالیٰ کی توحید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کا نعرہ بلند کرتا ہے تو اس کو تم واجب القتل قرار دیتے ہو اور کسی قیمت پر معاف کرنے کیلئے تیار نہیں ایک نہایت خبیث مصنف کو تم اس لیے معاف کر دیتے ہو کہ وہ کہتا ہے معافی مانگتا ہوں۔ جبکہ وہ انہیں ریڈیو ٹیلیویژن پر ساتھ ہی یہ اعلان بھی کرتا ہے کہ کاش میں نے اس سے زیادہ گندی کتاب لکھی ہوتی۔

کمال ہے معافی کا تصوّر بھی اور انتقام کا تصوّر بھی۔ جو عشاق محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وہ تو گردن زنی اور جو خبیث گندے اور ناپاک حملے کرنیوالے ہیں ان کے منہ کی جھوٹی معافی پر تم ان کو معاف کرنے پر تیار ہو گویا تم خود خدا بن بیٹھے ہو۔ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو غیرت ہمارے خدا کے دل میں ہے وہ کبھی ایسے خبیث کو معاف نہیں کرے گا۔ تم ہوتے کون ہو معاف کرنے والے۔

اسلام قتل کا حکم نہیں دیتا لیکن آج جب خمینی نے یہ قتل کا فتوٰی دیا تم اس قتل کے فتوے کے بھی خلاف ہو گئے۔ اس کو تم اسلام کہتے ہو اسلام سے ہٹنے کے نتیجے میں تمہارے پاس ان کے جواب کی کوئی کارروائی نہیں رہی۔

حضور نے فرمایا۔ پس میں احمدیوں کو تلقین کرتا ہوں کہ وہ ایسی مؤثر اور دیرپا کارروائی کریں جو آئندہ نسلوں تک پھیل جائے۔ آج ایک صدی کا معاملہ نہیں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سارا زمانہ غلام ہے اس لیے جماعت احمدیہ ہمیشہ کے لیے ایسی کوششوں میں وقف ہو جائے جس کے نتیجہ میں دشمن کے ہر ناپاک حملے کو ناکام بنایا جائے۔ میں جماعت کی ان نسلوں کو خصوصیت سے مخاطب ہوں جو ان ملکوں میں پیدا ہوئے ہیں جہاں اسلام پر حملے ہوتے ہیں۔ اپنی نئی نسلوں کو مقامی زبانوں میں ماہر بنائیں اور نئی نوجوان نسلوں میں سے کثرت کے ساتھ اخبار نویس پیدا کریں اور ساتھ یہ اسلام کا گہرا مطالعہ بھی کریں تاکہ ان کی زبان دانی اسلام کے حق میں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں استعمال ہو۔

حضور نے فرمایا یہ جنگ چند دنوں کی جنگ نہیں ہے۔ اس لئے احمدیت کو چاہیئے کہ وہ ہمیشہ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سینہ تان کر کھڑی ہو جائے اور تمام تیر جو ہمارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر چلائے جا رہے ہیں اپنے سینوں پر لے۔ یہ صحیح طریق ہے۔ اس طرح دین حق کا دفاع ہونا چاہیئے۔ اور وہ سارے مضامین جو اس کتاب میں کہانی کے رنگ میں چھیڑے گئے ہیں۔ ان کا محققین اور اہل علم مطالعہ کریں۔ اور ان کے دفاع پر کثرت سے مضامین شائع کروائیں۔

حضور نے فرمایا خوش قسمتی سے میری کتاب "مذہب کے نام پر خون" کا انگلستان کی ایک کمپنی انگریزی ترجمہ شائع کر رہی ہے اس کمپنی کا مجھے پیغام ملا کہ عجیب اتفاق ہے اُدھر یہ مسئلہ اٹھا ہے ادھر یہ کتاب ہماری تیار ہے چنانچہ ہم نے سب دنیا میں یہ اشتہار دے دیا ہے کہ اصل دینی تعلیم کیا ہے اس کے متعلق ایک کتاب آنے والی ہے۔ امید ہے یہ . . . نیک نتیجہ پیدا کرے گی لیکن یہ کافی نہیں ہے۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور انور نے فرمایا کہ

جن ملکوں یا جن کمپنیوں نے اس کتاب کو شائع کرنے کی اجازت نہیں دی یا شائع کرنے کا ارادہ واپس لے لیا ہے۔ ان کو جماعت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی طرف سے حوصلہ افزائی اور شکریہ کے خط ملنے چاہئیں۔ ان لوگوں سے مختلف رنگ میں رابطہ ہونا چاہیئے مگر ایسی حکمت کے ساتھ کہ ان کا کوئی غلط تاثر قائم نہ ہو۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس سلسلہ میں امریکہ میں والڈن بکس (WALDEN BOOKS) فرانس اور جرمنی کے پبلشرز۔ ہندوستان۔ ساؤتھ افریقہ۔ جاپان انگلستان کی W.H SMITH خاص طور پر ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں اور سب سے زیادہ جو قابل شکریہ ہیں وہ LYONS کے فرنچ کارڈینیل ہیں جنہوں نے اس کتاب کے خلاف نہایت بھرپور تبصرہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ نہایت غلیظ۔ لغو، لچر ایسی فحش کتاب ہے کہ دنیا کے کسی شریف آدمی کو اس کو نہیں پڑھنا چاہیئے اور اس کو ساری دنیا کو رد کر دینا چاہیئے اور اس نے شکوہ کیا ہے عیسائیوں سے کہ تمہیں شرم نہیں آتی کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف ایک فلم بنائی گئی تھی تو تم جانتے ہو کہ مسلمان تمہارے شانہ بشانہ اس کے خلاف احتجاج کر رہے تھے اور آج محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر بزرگوں پر حملے ہو رہے ہیں اور تم تماشے دیکھ رہے ہو اور مزے اٹھا رہے ہو۔ بس وہ کارڈینیل ایسا ہے جسے خاص طور پر جماعت کی طرف سے شکریہ اور تہنیت کا پیغام ملنا چاہیئے اور ان سب لوگوں کے لئے سب سے اچھے شکریہ کا طریق یہ ہے کہ ان کے لئے دعا کی جائے اس اصولی رہنمائی کے تابع جماعت کو چاہیئے کہ وہ بڑی شان اور بڑی عزت کے ساتھ جائز دینی رد عمل دکھلائے

صحت جسمانی

آیئے کچھ دوا کھانے اور کھلانے سے متعلق باتیں کریں۔ آپ دوا کی شیشی بازار سے لے آتے ہیں اس پر کچھ ہدایات لکھی ہیں انہیں غور سے پڑھیں بعض اوقات ہم سمجھتے ہیں کہ یہ دوائی تو ہمیں معلوم ہے کہ فلاں بیماری کے لئے ہے۔ مثلاً کھانسی کے لئے اب شیشی پر لکھی ہوئی ہدایات پڑھنے کی کیا ضرورت ہے۔ لیکن یہ خیال بالکل غلط ہے۔ آپ ہدایات ضرور پڑھیں اگر آپ کے پاس نشان کردہ گلاس موجود ہے تو بائیں ہاتھ میں گلاس پکڑیں اور جتنی دوا ڈالنی ہے اس کے نشان کے مطابق وہ دوا ڈالیں۔ شیشی کے ڈھکنے پر انگوٹھا رکھ کر اسے ہلائیں۔ لیکن بہت زیادہ نہ ہلائیں کیونکہ اسطرح دوائی میں جھاگ پیدا ہو جائے گی۔ دوائی ڈال کر شیشی کو اس کے ڈھکنے سے بند کریں اور ایک دفعہ پھر شیشی پر لکھی ہوئی ہدایات پڑھیں۔ تاکہ آپ کو یقین ہو جائے کہ اتنی ہی دوائی ڈالی گئی ہے۔ جتنی کہ ضرورت تھی اگر ہدایت یہ بھی ہے کہ دوائی میں پانی ملایا جائے تو پانی ڈال کر دوائی والا گلاس مریض کو دے دیں اور اس کے پاس ٹھہریں جب تک کہ وہ دوائی پی نہ لے اگر آپ نے یہ گلاس میز پر رکھ دیا۔ اس امید سے کہ مریض خود ہی پی لے گا۔ تو عین ممکن ہے کہ وہ بھول جائے۔ دوائی پلانے کے بعد گلاس کو دھوئیں اور خشک کریں اور پھر دوائی والی شیشی کے پاس ہی رکھ دیں تاکہ جب دوسری دفعہ دوائی پلانی ہو تو شیشی اور گلاس آسانی سے اور فوری طور پر مل جائیں۔

اگر دوائی کا ذائقہ کچھ زیادہ اچھا نہ ہو تو دوائی پینے یا پلانے کے بعد سنگترے کی ایک دو قاشیں کھا لینی بہتر ہے۔ اگر دوائی میں تیل کی سی کیفیت تھی تو روٹی کا ٹکڑا منہ میں ڈالنے سے وہ کیفیت دور ہو جائے گی۔

یاد رکھیئے کہ جب آپ پہلی دفعہ دوائی حاصل کرتے ہیں تو آپ کو لیبل پر لکھی ہوئی ہدایات اچھی طرح پڑھ لینی چاہئیں۔ تاکہ آپ کو یہ معلوم ہو جائے کہ آپ نے کب کب دوائی کی خوراک لینی یا دینی ہے۔ دوائیں عام طور پر یا کھانے سے پہلے کھائی جاتی ہیں یا کھانے کے بعد یا ہر چار گھنٹے بعد۔ اور اس بات کا خیال رکھا جائے۔ کہ انہی اوقات پر۔ جو دیئے گئے ہیں۔ دوائی پلائی جائے ورنہ دوائی اپنا پورا اثر نہیں دکھائے گی اگر آپ دوائی کی ایک خوراک (لینا یا) مریض کو دینا بھول جائیں تو دوسرے وقت دو خوراکیں ہرگز نہ دی جائیں۔ فائدے کی بجائے اس سے نقصان کا امکان زیادہ ہے۔

دوائی کی شیشی کو بالکل صاف رکھا جائے۔ دوائی ڈالنے کے بعد اگر باہر کوئی قطرے لگے ہوئے ہیں تو فوری طور پر ان کو صاف کر دینا چاہیئے۔ خاص طور پر ایسی شیشیوں کو جن میں تیل کی کیفیت والی دوائیں ہوں۔ شیشی پر لگے ہوئے لیبل پر دوائی نہ جمنے دیں۔ کیونکہ اگر ایسا ہو تو اس پر لکھی ہوئی ہدایات نہیں پڑھی جا سکتیں۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ کبھی کوئی ایسی شیشی استعمال نہ کریں۔ جس کے اوپر لیبل نہ لگا ہو۔ دوائی ڈالنے کے بعد دوائی والی شیشی کو کسی پرچ یا ٹیبل میٹ پر رکھیں اگر مریض کو گولیاں کھلانی ہیں تو گولیاں صحیح تعداد میں اس کو دینی چاہئیں یہ نہیں کہ پورے کا پورا بکس یا شیشی اس کو دے دی جائے۔ گولیاں کھانے کا بہترین طریق یہ ہے کہ انہیں زبان کے پچھلے حصے پر رکھا جائے۔ اور فوری طور پر پانی کے گھونٹ سے ان کو نگل لیا جائے۔

دوائیں عام طور پر ٹیبل سپون یا ٹی سپون کے ساتھ دی جاتی ہیں۔ لیکن چونکہ چمچے چھوٹے یا بڑے ہو سکتے ہیں اس لئے دوائی کی مقدار کو ماپنے کا یہ طریق زیادہ درست نہیں ہے۔ اکثر دواؤں کی شیشیوں پر خوراک کی مقدار لکھی ہوتی ہے۔ جو مقدار لکھی ہو اتنی ہی گلاس میں ڈالیں دواؤں کے چھوٹے چھوٹے گلاس جن کے اوپر نشان لگے ہوتے ہیں۔ وہ دواؤں کی مقدار ماپنے کے لئے سب سے زیادہ موزوں ہوتے ہیں۔ دوائیں عام طور پر دو طریق سے دی جاتی ہیں۔ یا منہ میں ڈال کر کھائی جاتی ہیں۔ یا ان کو سونگھا جاتا ہے۔ یعنی ان کے بخارات کو ناک کے ذریعے اندر لے جایا جاتا ہے۔ جہاں تک مریض کے کمرے کا سوال ہے کمرے میں خاموشی ہونی چاہیئے اور کسی حد تک اس میں دھوپ کا اثر بھی آنا چاہیئے زیادہ چیزیں موجود رکھنے سے ان کے گندے ہو جانے کا احتمال ہے۔ ہوا کمرے میں اس طرح آنی چاہیئے کہ ایک طرف سے آئے اور دوسری طرف سے نکل جائے لیکن ہوا کے جھونکے زیادہ تیز نہیں ہونے چاہئیں۔ کھڑکیاں ہمیشہ کھلی رکھیں اور اگر ہوا تیز ہو تو ان کے آگے کوئی چیز رکھ کر ہوا کا آنا بند کر دیں۔

عام طور پر کمرے کا ٹمپریچر ۶۰ فارن ہائیٹ ہونا چاہیئے اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ مریض کے قریب ہی تھرما میٹر دیوار کے ساتھ لگا دیا جائے۔ روشنی کی شعاعیں بلا واسطہ مریض کی آنکھوں میں نہیں پڑنی چاہئیں وہاں جو کچھ بھی کیا جائے نہایت خاموشی کے ساتھ ہونا چاہیئے کمرے کو صاف رکھنا چاہیئے یہ بات نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ گرد و غبار اور دیگر قسم کے گند مرض کے مختلف امراض کے جراثیم کو اس کمرے میں جمع کر دیں گے۔

مریض کی تمام چیزیں صاف ستھری رکھنی چاہئیں۔ پانی سے گولی کھانے کے بعد کچھ تھوڑا سا پانی مزید پی لینا چاہیئے۔ اگر کھانے کے لئے پاؤڈر زبان پر رکھا ہوا ہو تو اس بات کا خیال رہے کہ اس وقت تک سانس نہیں لینا چاہیئے۔ جب تک کہ پاؤڈر پانی کے ساتھ نگل نہ لیا جائے۔

بچوں کو عیب سے بچانے کیلئے والدین خود احتیاط سے کام لیں

"سب سے پہلی بات جو بچے کی تربیت کے واسطے ماں باپ کے لئے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ بچے کے ذہن میں کسی بدی کی نسبت یہ خیال نہ پیدا ہونے دیں کہ اس کی کوئی اہمیت نہیں تا وہ اس بدی کو حقیر نہ سمجھنے لگ جائے۔ بہت سے ماں باپ ہیں جو دل سے چاہتے ہیں کہ بدی کا اثر ان کے بچوں پر نہ ہو لیکن وہ نمونہ ایسا ان کے سامنے پیش کرتے ہیں کہ بچوں کی نگاہ میں وہ بدی حقیر ہو جاتی ہے اور اس کی وجہ سے بدی کا خیال ان کے دل میں پیدا ہو جاتا ہے مثلاً عام طور پر ماں باپ یہ چاہتے ہیں کہ بچہ جھوٹ نہ بولے لیکن خود اس کے سامنے جھوٹ بول لیتے ہیں۔۔ پہلی غلطی اولاد کی تربیت میں جو والدین سے سرزد ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ گو وہ دل سے چاہتے ہیں کہ اپنے بچوں کو نقص اور عیب سے بچائیں مگر خود پوری پوری احتیاط نہیں کرتے۔"

(ارشاد حضرت فضل عمر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بچوں کا کالم

نونہالانِ جماعت

پیارے بچو اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و تندرستی کے ساتھ سلامت رکھے اور آپ پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے۔

ایک بچی ثمینہ نے ہمیں کراچی سے خط لکھا ہے آپ بھی پڑھیں۔

انکل! ہم چار بہن بھائی ہیں۔ میں سب سے بڑی ہوں۔ اور ساتویں جماعت میں پڑھتی ہوں۔ پچھلے ہفتہ جب ایک الفضل کا پرچہ ملا تو میرے ابو نے مجھے بلا کر کہا کہ ثمینہ دیکھو الفضل میں بچوں کا کالم ہے۔ اور مجھے سب بہن بھائیوں کو یہ کالم سنانے کے لیے کہا۔ میں آپ کو کیا بتاؤں ہم سب کو بہت مزہ آیا۔ ابو کہتے ہیں کہ جب بھی الفضل میں بچوں کا کالم چھپا کرے گا میں اسے اپنے سب بہن بھائیوں کو سنایا کروں گی۔ میں ایک چھوٹی سی کہانی بھی لکھ رہی ہوں۔ آپ کو بھیجوں گی آپ چھاپ دیں گے نا۔۔۔!

ایک اور بات بھی آپ کو بتاؤں میرے تایا ابو کے ہاں چھوٹے چھوٹے بچے نہیں ہیں۔ ان کے دو لڑکے ملک سے باہر ہیں۔ اور دو بیٹیاں شادی شدہ ہیں۔ جب انہوں نے بچوں کا کالم دیکھا تو کہنے لگے۔ واہ یہ کیا الفضل کوئی بچوں کا اخبار ہے۔ اس میں اس کالم کے کیا معنی! میں یہ بات سن کر بڑی حیران ہوئی۔ کیا واقعی الفضل صرف بڑوں کا اخبار ہے۔۔۔؟

ثمینہ: کراچی

اچھا آج ہم آپ سے دو باتیں پوچھنا چاہتے ہیں چاہیں تو خط کے ذریعے ان کا جواب دے دیں۔ اور چاہیں تو خود ہی ان پر غور کرتے رہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ کیا گذشتہ ہفتہ آپ نے اپنے پیارے آقا حضرت امام جماعت احمدیہ کو دعا کے لئے خط لکھا دیکھتے ہم نے صرف خط لکھنے کی بات نہیں کی۔ دعائیہ خط لکھنے کی بات کی ہے۔ ویسے تو عام خط کی بھی بڑی اہمیت ہے۔ لیکن دعائیہ خط عام خط سے بہت مختلف ہے۔ دعائیہ خط میں پیارے امام سے ہماری اور حضور کی ہم سے محبت جھلکتی ہے۔ جبھی تو ہم دعا کے لئے کہتے ہیں اور آپ ہمارے لئے دعا کرتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے یقین کو تقویت (قوت) ملتی ہے کہ حضور کی دعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ دعا کی درخواست تو اسی لئے کرتے ہیں نا کہ ہم سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دعائیں سنتا ہے۔ اور اگر دعائیں سنتا ہے اور ہماری دعا یا ہمارے متعلق دعا کو بھی سنے گا اور قبول کریگا اس سے محبت بڑھتی ہے۔ دیکھا نا عام خط میں اور دعائیہ خط میں کتنا فرق ہے۔ دوسری بات جو ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا آپ الفضل کا پہلا صفحہ پڑھتے ہیں۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ارشادات، حضور اقدس کیا فرماتے ہیں؟ اور ہم سے کیا چاہتے ہیں! یہ صفحہ ضرور پڑھا کریں۔

اب تو ہمارے پیارے آقا نے بیرون ممالک کے احمدی والدین سے فرمایا ہے۔ کہ اس صفحہ میں جو کچھ لکھا ہوتا ہے اسے اپنی اپنی زبان میں ترجمہ کر کے بچوں کو پڑھایا جائے۔ اگرچہ ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ کہیں وہ آپ سے آگے نہ نکل جائیں۔ ہمیں تو سب کا خیال ہے۔ سب اپنے ہیں۔ اور ہم سب کے۔ لیکن یہ ہم ضرور کہیں گے آپ ان سے پیچھے نہ رہ جائیں۔ عجیب سا لگے گا کہ آپ اردو پڑھنے والے پیچھے رہ جائیں اور جن کو تراجم کر کے دی جائیں گی وہ آگے نکل جائیں۔

اب تک بچوں کے جو مضامین آتے ہیں وہ اتنے بھاری بھرکم ہیں (موضوع کے لحاظ سے) کہ آپ پڑھیں گے تو یقین نہیں کریں گے کہ وہ بچوں کے لکھے ہوتے ہیں۔ ہم بھی آپ کے ساتھ ہیں ہم بھی یقین نہیں کرتے کہ وہ مضامین بچوں نے خود لکھے ہیں۔ بھئی مضامین آپ خود لکھ کے بھیجا کریں۔

[illegible] طاہر محمود صاحب نے ربوہ سے خبر دی ہے کہ ان کے پوتے عزیز علیم احمد طاہر ابن ڈاکٹر نعیم احمد طاہر حال مقیم جرمنی نے چار سال پانچ ماہ کی عمر میں ناظرہ قرآن کریم ختم کر لیا ہے۔ عزیز علیم احمد محترم صوفی محمد ابراہیم ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول کا پڑپوتا ہے

بچوں کے کالم کی طرف سے عزیز علیم اور اس کے سارے خاندان کو بہت بہت مبارک ہو۔ اگر بچے اور والدین عزیز علیم احمد کو قرآن مجید خرید کر ہماری طرف سے تحفہ کے طور پر دیکر ہمیں اطلاع دیں تو ہم هدیہ کی رقم انہیں ادا کر دیں گے۔

عزیز رشید احمد لاہور نے لکھا ہے کہ آپ نے ایک ہی دفعہ عربی کے الفاظ دیئے کیا آپ کا خیال ہے کہ ہم نے ابھی تک وہ الفاظ یاد نہیں کیے جو اس کے بعد آپ نے درج نہیں کیے۔

بات یہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم مزید الفاظ درج کریں گے اور کرتے رہیں گے تاکہ آپ یاد کرتے رہیں۔ یہ تو ہمیں یقین ہے وہ الفاظ آپ سب نے یاد کر لئے ہوں گے

الفاظ

اردو	عربی
چارپائی	سَرِیْرٌ
فرش	بَلَاطٌ
ڈاک خانہ	بُوْسَطَة
ریلوے سٹیشن	مَحَطَّةُ الْقِطَار
اڈہ بس	مَوْقِفُ الْبَاصَات
ہوائی اڈہ	مَطَار
ہوائی جہاز	طَائِرَة
ٹکٹ	بِطَاقَةُ السَّفَر

(نسیم سیفی)

وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے

۔ مکرم عبد الباسط صاحب شاہد

قرآن مجید خدا تعالیٰ کی آخری۔ غیر مبدل۔ محفوظ اور ہر انسانی تقاضے کو باحسن پورا کرنے والی دائمی شریعت ہے۔ بہائیوں نے صرف اس وجہ سے کہ علماء اسلام نے ان کے جدید خود ساختہ طور طریق کو پسند نہیں کیا محض ردعمل کے طور پر شریعت غرا کی تنسیخ کا اعلان کر دیا۔

سب سے پہلے تو علی محمد نے جو اپنا منصب و مقام 'باب' بیان کرتے تھے ایک متبادل شریعت پیش کرنے کی کوشش کی اور بتایا کہ وہ انیس ابواب پر مشتمل کتاب لکھیں گے مگر وائے ناکامی کہ وہ اسکے نو باب بھی مکمل نہ کر سکے اور اسکی تکمیل کی حسرت لیئے دنیا سے گزر گئے۔ اس کتاب کا نام "البیان" رکھا گیا تھا۔ اس کے متعلق یہ امر بھی دلچسپی کا باعث ہوگا کہ یہ کتاب "نازل" کرنے والے (بہائی عقیدہ کے مطابق) بہاء اللہ تھے (جو بعد میں بہائی ازم کے بانی ہوئے) مگر بہاء اللہ نے اس کتاب کو منسوخ کر دیا۔ گویا یہ مذموم کوشش ہر طرح ہی ناکامی پر منتج ہوئی۔ بہاء اللہ نے نامکمل البیان پر خط تنسیخ کھینچنے کے بعد الاقدس کے نام سے ایک کتاب بطور "نئی یا متبادل شریعت" لکھی۔ اس کتاب کے متعلق یہ امر بہت ہی دلچسپ ہے کہ کم و بیش ایک سو سال کا عرصہ گزر جانے کے بعد بھی یہ کتاب بہائیوں کی طرف سے دنیا کے سامنے پیش کرنے کی جرأت نہ ہو سکی۔

وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے

جب بہائی حضرات سے انکی اس کتاب کو شائع نہ کرنے کی وجہ پوچھی جاتی ہے تو جتنے منہ اتنی باتیں۔ ہر شخص اپنی طرف سے کوئی جواب دینے کی کوشش کرتا ہے۔ کبھی کہا جاتا ہے کہ اقدس کی کیا ضرورت ہے۔ بہاء اللہ کا سارا کلام ساری حیثیت رکھتا ہے اور شریعت ہے۔ کبھی کہا جاتا ہے کہ ابھی اس کتاب کی اشاعت کا وقت نہیں اور کبھی یہ کہ 'بیت العدل' کے قیام پر اسکی اشاعت ہو گی یا اشاعت کا فیصلہ ہوگا۔

الاقدس بہائیوں کی کتاب ہے وہ اسے چھاپیں یا نہ چھاپیں یہ انکا اپنا مسئلہ ہے۔ اگرچہ جب وہ یہ ناپاک جسارت کرتے ہیں کہ قرآن مجید کی جگہ معاذ اللہ اقدس ہے تو انہیں مقابلہ و موازنہ کیلئے یہ کتاب ضرور پیش کرنی چاہیئے۔ مگر یہاں جس بات کا ذکر کرنا مد نظر ہے وہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا تمام جواب ایسے ہیں جو عبد البہاء (با اختیار مفسر و شارح۔ بقول بہائیاں) کے جواب کے خلاف ہیں۔ عبد البہاء سے جب یہ سوال پوچھا گیا تو اس نے جواب میں کہا:

"کتاب اقدس! اگر طبع شود۔ نشر خواہد شد۔ در دست اراذل متعصبین خواہد افتاد لہذا جائز نہ۔ بلے بازے از ملحدین مثل میرزا مہدی بیگ از تبریزی بدست آوردند و نشر دارند۔ ولے این دو رسائل ملحدین مندرجہ چون بغض و عداوت شان مسلم و نزد علما قول و روایت شان مجہول و محبوب است۔ ولے اگر بہائیان نشر دہند حکم دیگر دارد۔"

جواب نامہ جمعیت الابہائی صہ ۳۷

یعنی کتاب اقدس اگر چھپ گئی تو عام ہو جائے گی اور ذلیل و متعصب لوگوں کے ہاتھوں میں چلی جائیگی۔ لہذا اس کا چھاپنا ناجائز ہے۔۔۔۔

اس قول کے مطابق مذکورہ بالا سب جواب غلط ہیں۔ اصل وجہ یہ ہے کہ وہ اسکی عام اشاعت کو پسند ہی نہیں کرتے یا اسے دنیا کے سامنے پیش کرنے کی جرأت ہی نہیں ہے۔

اسکے علاوہ اس مختصر سے جواب سے بہائیوں کے اس دعوی کی قلعی بھی کھل جاتی ہے جو وہ "مساوات انسانی" کے نعرہ میں پیش کرتے ہیں کیونکہ یہاں پر نہ ماننے والوں کو ذلیل قرار دیا گیا ہے۔ گویا مذہب کی بنیاد پر طبقاتی تقسیم جس کے ختم کرنے کا ان کو دعوی ہے وہ خود انکے ہاں بھی پائی جاتی ہے۔ کتاب اقدس یا بہائی شریعت کے عام نہ ہونے کا یہ بھی "فائدہ" ہے کہ وہ 'جیسا دیس ویسا بھیس' بنا سکتے ہیں اور اسی وجہ سے انکے لٹریچر میں یہ بات واضح طور پر بیان کی گئی ہے کہ آپ عیسائی، یہودی، مسلمان کچھ بھی ہوتے ہوئے بہائی بھی ہو سکتے ہیں۔ گویا بے اصولی اور لا مذہبیت کو مذہب کا رنگ دے سکتے ہیں۔

؎ رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فٹبال کے کھلاڑی توجہ فرمائیں

مورخہ ۲۳ مارچ کی مناسبت سے علاقائی فٹبال کے کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی، تربیت، چناؤ اور ٹیم ورک کا کام علاقائی کنوینر صاحبان کر رہے ہیں۔ کھلاڑیوں سے فوری توجہ کی درخواست ہے کہ وہ اپنے اپنے علاقہ کے کنوینر صاحبان سے رابطہ پیدا کریں اور ہر ممکن تعاون فرماویں۔ کنوینر صاحبان کے نام درج ذیل ہیں:

صدر فٹبال مرکزیہ مجلس صحت

۱۔ سرگودھا۔ ڈاکٹر مظفر احمد صاحب
چک ۹۸ شمالی ڈاکخانہ خاص ضلع سرگودھا

۲۔ گوجرانوالہ۔ چوہدری مختار احمد ملہی ایڈووکیٹ
گلزار ابراہیم ۲ سول لائنز گل روڈ گوجرانوالہ

۳۔ راولپنڈی۔ اٹک۔ جہلم۔ آزاد کشمیر۔ صوبہ سرحد
اسلام آباد۔ قریشی سراج الحق صاحب
معرفت بیت الحمد جماعت احمدیہ مری روڈ راولپنڈی

۴۔ ملتان۔ چوہدری محمد اسلم
چاہ جیون سنگھ کوٹھیوالہ ضلع ملتان

۵۔ فیصل آباد۔ عظمت حسین شہزاد صاحب
۲۵/A ۵ پیپلز کالونی نمبر ۲۔ فیصل آباد

۶۔ لاہور۔ طارق حبیب ملک
۱۷۴۔ اے احمد بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور

۷۔ بلوچستان۔ سندھ۔ منور احمد نوری صاحب
۲۔ G۹ گلبرگ اسکوائر I-۱۷ بلاک نمبر ۷
گلشن اقبال۔ کراچی

۸۔ کراچی۔ منور احمد نوری صاحب
ایضاً

خبریں

• سعودی عرب نے افغان مجاہدین کی عبوری حکومت کو سرکاری سطح پر تسلیم کرنے کا اعلان کیا ہے۔

• ممتاز قانون دان خواجہ سرفراز احمد ایڈووکیٹ پر چھری سے حملہ کر کے انہیں شدید زخمی کر دینے کے سلسلے میں پولیس نے (مولانا) اسلم قریشی کو حراست میں لے کر تفتیش شروع کر دی ہے۔

دریں اثناء ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن کا ہنگامی اجلاس ہوا۔ جس میں اس حملے کی مذمت کی گئی۔ اور مطالبہ کیا گیا کہ اس واقعہ کا فوری نوٹس لیا جائے۔

اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ مذکورہ واقعہ کے خلاف غم و غصہ کے اظہار کے طور پر گیارہ مارچ کو سیالکوٹ کے تمام وکلاء عدالتوں میں پیش نہیں ہوں گے۔ اور گیارہ بجے ایک احتجاجی اجلاس منعقد ہوگا۔

• لیبیا کے راہنما کرنل معمر قذافی نے کہا ہے کہ رشدی کی شیطانی کتاب کے پیچھے مغربی ممالک کا ہاتھ ہے۔ اور یہ کتاب عرب اور اسلام کے خلاف نئی مہم کا ایک حصہ ہے۔

• کالا شاہ کاکو کے قریب موڑ کاٹتے ہوئے ایک تیز رفتار ٹرک پنڈی سے لاہور آنے والی ویگن سے ٹکرا گیا۔ جس سے ۵ افراد ہلاک اور ۹ شدید زخمی ہو گئے۔

• حکومت پنجاب نے نئی لیبر پالیسی تیار کر لی ہے، وزیر اعلیٰ کل اعلان کریں گے۔

• امریکہ کے نائب وزیر خارجہ ہارورڈ شیفر نے اعتراف کیا ہے کہ امریکہ پاکستان کا ایٹمی پروگرام رکوانے میں ناکام رہا ہے۔ انہوں نے کہا امداد کے ساتھ ایٹمی اسلحہ نہ بنانے کی شرط امتیازی سلوک ہے۔ اور پاکستان کے ساتھ تعلقات ختم کرنا بے وقوفی ہو گی۔

• اسلامی اتحاد نے وفاقی وزیروں اور مشیروں کی بے ضابطگیوں سے صدر مملکت غلام اسحٰق خان کو آگاہ کر دیا ہے۔ کہ جمہوری روایات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ایسے حربے استعمال کئے جا رہے ہیں جن سے پاکستان میں جمہوریت کو شدید خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔

• تنظیم آزادی فلسطین کے چیئرمین یاسر عرفات پاکستان کا دو روزہ دورہ مکمل کرنے کے بعد واپس روانہ ہو گئے۔

• مسلم لیگ کی تنظیم کمیٹی کے سربراہ محمد حنیف رامے نے کہا کہ میں مسلم لیگ بچاؤ تحریک چلا رہا ہوں۔

• پنجاب کے تعلیمی اداروں میں طلبہ یونینوں کے انتخابات مکمل ہو گئے۔ یہ انتخابات عام طور پر پرامن ماحول میں ہوئے۔ طلبہ اور طالبات کی بڑی تعداد نے اپنے نمائندوں کے انتخاب کے لئے اپنے ووٹ کا حق استعمال کیا۔

• وزیر اعلیٰ پنجاب میاں نواز شریف نے فوری طور پر اپنی کابینہ میں توسیع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ فی الحال آئندہ چند روز میں ۱۲، وزیر اور سات مشیر شامل کئے جا رہے ہیں۔ جبکہ اس کے بعد ۲۰، پارلیمانی سیکرٹری بھی لئے جائیں گے۔

• پنجاب اسمبلی میں پیش کی جانے والی متوقع تحریک عدم اعتماد کے سلسلے میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے کہا ہے کہ پی پی کی افواہوں پر توجہ نہ دی جائے۔ انہوں نے کہا کہ ہم سازشوں سے جانے والے نہیں۔ عوام نے ہمیں مینڈیٹ دیا ہے۔

چوہدری شجاعت نے بیان دیا ہے کہ پیپلز پارٹی والے غلط فہمیاں پھیلا رہے ہیں کہ شائد مسلم لیگ اور جماعت اسلامی میں علیحدگی ہو جائے اس کے بالمقابل پیپلز پارٹی کے ذرائع نے کہا ہے کہ پنجاب کی سیاست کا اونٹ ۲۴ گھنٹوں کے اندر اندر کروٹ لے گا اور دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔

لاہور کے موصیان متوجہ ہوں

مکرم عبدالمالک صاحب صدر موصیان ضلع لاہور نے اطلاع دی ہے کہ ضلع لاہور کے ہر موصی کو قواعد الوصیت تقسیم کر دیئے گئے ہیں۔ اگر ابھی تک ضلع لاہور کے کسی موصی دوست کو رسالہ قواعد الوصیت نہیں ملا تو وہ مکرم عبدالمالک صاحب سے رابطہ کریں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز)

قائدین علاقہ جات/قائدین مجالس/ناظمین اطفال متوجہ ہوں!

یکم مارچ ۱۹۸۹ء سے اطفال کے چندہ مجلس کا ۲/۳ حصہ مرکز ارسال کریں اور ایک حصہ مقامی اخراجات کے لئے رکھیں۔

(صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

حضرت حکیم نظام جان کے
مشہور دواخانہ پر
حکیم عبدالحمید اعوان
ہر ماہ کی ۵-۶-۷ تاریخ کو
اقصیٰ چوک (نزد لیٹر بکس) ربوہ
میں حاضر ہوتے ہیں
خواتین کیلئے معائنہ کا مستقل طور پر انتظام ہے
مشہور دواخانہ
مینیجر:
فون ۹۰۶ نزد لیٹر بکس اقصیٰ چوک ربوہ

جھنڈیاں آ گئیں
پہلے آیئے • پہلے پایئے
آرڈرز کیلئے آخری تاریخ ۱۵ مارچ مقرر کی گئی ہے
علاوہ ازیں گیٹ وغیرہ کی ڈیکوریشن کا سامان بھی دستیاب ہے
شاہد شاپنگ سنٹر
افضل مارکیٹ گولبازار ربوہ
دکھاوے گلی کے اندر ہے

بے بی ٹانک
Baby Tonic
پیکنگ ۹۰ ٹیبلٹس
قیمت ۸/ روپے
علاوہ ڈاک خرچ
کیور ہومیو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ربوہ
فون: سیلز آفس: ۱۷۷
کلینک: ۶۰۶ رہائش ڈاکٹرز: ۶۰۷

اشتہارات کے بارے میں ایک ضروری گزارش

ادارہ الفضل اپنے قارئین کے لیے مشتہرین کے اشتہارات شائع کرتا ہے لیکن یہ امر احباب کو پوری توجہ سے نوٹ فرما لینا چاہیئے کہ الفضل میں اشتہار کی اشاعت ہرگز کسی کی ضمانت نہیں۔ اصولی طور پر اخبارات میں جو اشتہارات شائع ہوتے ہیں ادارہ انکا کبھی بھی ذمہ دار نہیں ہوتا۔ جملہ احباب اپنے کاروباری معاملات اپنی سمجھ بوجھ اور صوابدید پر طے فرمایا کریں

(مینیجر الفضل)